سالار جنگ میوزیم میں
تصوف کے اُردو مخطوطات

ڈاکٹر سیدہ اصفیاء کوثر

تصوف نام ہے تزکیۂ نفس وتصفیۂ اخلاق کا۔حضرت رومی نے فرمایا نفس کا حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادے پر چھوڑ دینا ہی تصوف ہے۔''

تصوف اس ریاضت اور مجاہدات کا نام ہے جو قلب کے پردے ہٹادے اور حقائق کا انکشاف کرے۔تصوف کے اجزاء میں سے ایک اہم جز اسلام کی دینی وشعوری تالیف ہے۔اس کا مقصد اللہ کا تقرب اور اس آگ سے فرار ہے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

تصوف احسان یعنی اللہ کی اس یقین کے ساتھ عبادت کرنا کہ وہ عبادت کرنے والا اسے سامنے دیکھ رہا ہے، اگر اتنا نہ ہوتو اسے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔اگر ان تشریحات کو ایک جملے میں سمیٹ دیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ تصوف نام ہے اپنے وجود کو مکمل طور پر فنا فی اللہ کر دینے کا۔اسلام ایسے ہی وجود کو زندہ قرار دیتا ہے۔یہ زندگی، خوف خدا، احساس بندگی ، دنیاوی چیزوں سے بے نیازی ۔روحانی زندگی کا یہ وہ نمونہ تھا جس کا بہترین نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ؐ کے صحابہ کرام کی حیاتِ گرامی تھی۔غرض اسلام کا اصل تصوف ،تصوف محمدی ہے۔یہی وہ چیز ہے کہ جس کی نسبت اللہ کی طرف کی جاسکتی ہے۔اسلام کا تصوف ،صرف اسلام سے ماخوذ ہے اور اسی سے مستعار ہے۔تصوف حقیقت تک پہنچنے کا ایک خالص طریقہ اور خاص راہ ہے۔

تصوف کوئی خاص علمی ،نظری یا فکری چیز نہیں۔اس کا تعلق عمل سے ہے اوراس کا تعلق حقائق روحانیہ کے احساس اور ان کی آگاہی سے ہے۔معرفت یا علم روحانی اس وقت حاصل ہوتا ہے جب آدمی وجد آفرین مقامات سے گذرے، کیوں کہ روحانی تجربات میں آدمی پہلے تجربے سے گذرتا ہے اور پھراس کے بارے میں جانتا ہے ۔کوئی شخص خواہ اس نے تصوف کے بارے میں کتنا ہی کیوں نہ پڑھا ہو،صوفی نہیں کہلاتا۔

اسلام میں انبیاء ومرسلین کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے لیکن قرآن میں صدیقین وشہداء وصالحین کا بھی مقام ہے۔ صدیقین وہ ہیں جن کے صدق ویقین کی مثال نہیں ملتی۔ شہدا وہ امتی ہیں جنہوں نے اسلام کی تبلیغ واشاعت میں اپنی جان کو قربان کردیا۔ صالحین وہ لوگ ہیں جو یقین کے ساتھ شریعت کے پابند تھے اور رہیں گے۔ جو لوگ اللہ کی معرفت میں لگے رہے انہیں صوفیہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

عالم بھی علم دین اس لئے حاصل کرتا ہے کہ وہ اللہ کا قرب حاصل کرسکے۔ اس لئے اس کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ اور صوفی وہ ہے جو علم معرفت کے اکتساب کی طرف بڑھتا ہے۔

لفظ صوفی کی ان گنت تشریحات ہیں، لیکن جس نے صوفی کا لفظ سب سے پہلے استعمال فرمایا وہ حضرت حسن بصریؒ ہیں۔ اسلام میں سب سے پہلے ابو ہاشم کو صوفی کا لقب دیا گیا تھا۔

الٰہی اور حب رسول کے لئے عوام الناس کو یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان کی حقیقت عالم کی حقیقت، حقیقت محمدی اور حقیقت حق کیا ہے؟

تصوف کی نگاہ ونظر کسی عمل کے ظاہر تک محدود نہیں ہوتی بلکہ عمل کی ظاہری صورت سے بڑھ کر عمل کی روح پیدا کرنے تک ہوتی ہے اور جب تک یہ روح پیدا نہ ہو اس کا عمل پیہم ہوتا ہے، تب کثرت عمل سے عمل کی روح پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ذکر کلمہ طیبہ ہو یا نماز، روزہ، زکوٰۃ، وحج۔ جب تک اس کو اس میں خدائی جلوہ نظر نہیں آتا۔ وہ اپنے عمل کو ناقص خیال کرکے بار بار دہرانا چاہتا ہے۔ اس کو اس وقت تسکین ہوتی ہے جب وہ اللہ کا قرب محسوس کرلیتا ہے۔

قلبی عبادتوں میں بزرگوں نے مجاہدات کو اہمیت دی ہے، جس میں توبہ، زہد، توکل، قناعت اور عزلت کی اہمیت کو سراہا گیا ہے تاکہ روحی عبادت کی جستجو ہو۔

کتب خانہ سالار جنگ میوزیم کے شعبہ مخطوطات میں موجود تصوف کے جملہ ۴۹۰ نسخے ہیں، ان میں اردو کے ۱۷۵، فارسی زبان کے ۲۵۵ اور عربی زبان کے ۶۰ مخطوطات موجود ہیں۔ اس مقالے میں اردو کے چند دکنی اہم مخطوطات کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

تلاوت الوجود: اس کتب خانے کا ایک قلمی نسخہ ''نسخہ تلاوت الوجود'' جس کے مصنف (تاریخ تصنیف ۸۲۵ھ) سید محمد حسینی گیسودراز تاریخ تصنیف ۸۲۵ھ دکن میں آئے۔ آپ کے والد

شاہ یوسف راجو حسینی تھے ۔خواجہ گیسودراز حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے مرید اور خلیفہ تھے اور سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد میں گلبرگہ شریف لائے ۔سلوک اور باطن کی تعلیم اور اصلاح مسلمانان کی طرف متوجہ ہوئے۔آپ اپنے مریدوں اور معتقدین کو نماز ظہر کے بعد تعلیم دیا کرتے تھے ۔اس تعلیم میں تصوف،تفسیر، حدیث اورفقہ کے ساتھ علم کلام میں بھی سبق دیا کرتے تھے۔آپ کے باطنی جو ہر تصوف اور کرامات وملفوظات کے متعلق کئی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں۔خواجہ صاحب عربی وفارسی کے علاوہ دکنی میں درس دیا کرتے تھے اور کتابیں تصنیف فرماتے تھے۔ چنانچہ آج سے پہلے معراج العاشقین اور ہدایت نامہ بارہ ماسہ کا تذکرہ مورخین ادب نے کیا ہے۔سالار جنگ میوزیم لائبریری میں خواجہ بندہ نواز کی تلاوت الوجود اور شکار نامہ موجود ہیں۔خواجہ صاحب کا انتقال ۸۲۵ھ میں ہوا۔آپ کا مزار گلبرگہ میں زیارت گاہ عام وخاص ہے۔ ۱۷ ذیقعدہ کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

’’تلاوت الوجود‘‘ تصوف کا رسالہ ہے اس میں خدا کے دیدار، خدا کی صفت وغیرہ کو بہ طور سوال وجواب لکھا گیا ہے۔

اس مخطوطے کا نمبر ۲۹ ہے۔ اس میں چھ اوراق ہیں اور ہر ورق پر پندرہ سطریں۔ اس کا سائز ۱۱.۵×۴ سینٹی میٹر ہے، جو خط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے۔دوسرا نسخہ جس کا نمبر ۳۰ ہے اس میں گیارہ اوراق ہیں اور ہر ورق پر اکیس سطریں ہیں۔ سائز ۷×۴ سینٹی میٹر ہے۔ جو خط نستعلیق میں دیسی کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ تیسرا نسخہ جس کا نمبر ۹۰ اور اوراق بارہ سطری ہے، خط شکستہ میں دیسی کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔

شکارنامہ: اس مخطوطہ کا نمبر ۱۳۴ ہے، جو ۵ ورق پر مشتمل ہے، جس میں ۱۳ سطریں ہیں۔نسخہ خط ثلث میں دیسی کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ مصنف محمد گیسودراز ہیں اور تاریخ تصنیف معل ۸۲۵ھ ہے۔

سب رس : اس مخطوطے کے مصنف ’’میراں جی شمس العشاق‘‘ ہیں تاریخ تصنیف قبل ۹۰۲ھ ہے اور کتابت ۱۰۱۱ھ کی ہے۔

میراں جی شمس العشاق بیجا پور کے اولیاء اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔آپ خواجہ بیابانی کے مرید اور خلیفہ تھے ۔ ۲۵ شوال ۹۰۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔شاہ حسین ذوقی نے شمس العشاق سے تاریخ وفات نکالی ۔آپ کے کئی تصانیف ہیں جو آپ نے اپنے مریدوں اور معتقدین کے لئے

تصنیف فرمائی ہیں، جن میں بعض یہ ہیں:

(۱) خوش نامہ (۲) خوش نغز (۳) بشارت الذکر (۴) سب رس (۵) شرح مرغوب القلوب۔

شاہ میراں نے مدینہ میں بارہ سال تک اقامت کی۔ واپسی کے بعد شہر بیجاپور کے باہر اقامت کی اور شاہ کمال الدین کے جو حضرت بندہ نواز گیسودراز کے خلفیہ تھے، مرید ہوئے۔

کلام میراں جی خواجہ شمس العشاق شاہ وجہہ الدین برہان دکھنی ترجمہ نمودہ اندو سب رس نام کردہ اس سے واضح ہے۔ شاہ وجہہ الدین کی کتاب کا ترجمہ میراں جی شمس العشاق نے فرمایا ہے۔ یہ تصوف کی کتاب ہے۔ اس میں تصوف کے بیسیوں مسائل اور اسرار کا بیان ہے۔ طالب کو مخاطب کر کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ زیادہ تر عشق الٰہی کا بیان ہے جسے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

بشارت الذکر: کتاب نمبر ۰۹، ورق ۰۳ اور ہر ورق پر ۱۳ سطریں ہیں جو خط نستعلیق میں لکھی گئی ہیں۔ مصنف شاہ میراں جی شمس العشاق (تاریخ تصنیف قبل ۲۰۹ھ) اس رسالہ میں تصوف کے مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

جواہر اسرار اللہ: یہ ایک اہم مخطوطہ ہے جس کے مصنف شاہ علی محمد گام ہیں تاریخ قبل ۹۷۳ھ کی ہے اور کتابت ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔ شاہ علی محمد گام دھنی گجرات کے متوطن تھے۔ گام دھنی یعنی گاؤں کا مالک آپ کا لقب تھا۔ شاہ علی محمد معشوق اللہ کے لقب سے بھی موسوم ہیں۔ آپ کے والد کا نام شاہ ابراہیم جان تھا۔ آپ اپنے وقت کے ایک بڑے صوفی بزرگ تھے۔ تمام گجرات آپ کا معتقد تھا۔ جواہر اسرار اللہ آپ کا دیوان ہے جو حالت وجد اور جذبہ کے زمانہ میں مرتب ہوا یعنی جو اشعار آپ کی زبان سے نکلتے تھے ان کو جمع کرلیا گیا۔

آپ کے دیوان ''جواہر اسرار اللہ'' کو اولاً آپ کے مرید شاہ ابوالحسن نے مرتب کیا تھا۔ اس کے بعد آپ کے پوتے شاہ ابراہیم نے اضافہ کے ساتھ مرتب کیا۔ اس مخطوطے کا نمبر ۳۱ ہے۔ یہ جو ۹۳ اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر ورق پر ۱۴ سطریں ہیں۔ مخطوطہ خط نستعلیق میں لکھا ہے۔ اس مخطوطے کے دو نسخے ہیں جس کے نمبرات ۳۲ اور ۳۳ ہیں۔ ایک خط نستعلیق اور ایک خط ثلث میں لکھا گیا ہے۔

شمائل الاتقیاء: ایک اور قلمی نسخہ ''شمائل الاتقیاء'' مصنف میراں یعقوب کا ہے۔ اس کی تاریخ تصنیف ۱۰۸۷ھ ہے۔نسخہ اس کتب خانہ میں موجود ہے۔

میراں جی یعقوب قطب شاہی دور کے ایک صوفی بزرگ تھے۔ سید مراں جی حسینی چشتی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید میراں حسینی خدانما کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ سید میراں حسینی کے فرزند کا نام سید امین الدین چشتی تھا جو اپنے باپ کے بعد ۱۰۷۰ھ میں جانشین بنے تھے۔ ان کی فرمائش پر میراں یعقوب نے اس کتاب کو تالیف کیا تھا۔ در اصل یہ ترجمہ ہے جو اسی نام کی کتاب سے کیا گیا ہے۔ ان کا انتقال غالباً ۱۱۰۰ھ کے اوائل میں ہوا۔ اس کتاب کی ابتداء حمد و ثنا اتقیاء اصفیاء سے کی گئی ہے اور پھر طریقت اور حقیقت کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ خدا کی ذات اور صفات کا بھی بیان ہے۔ آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور صفات کا بیان ہے۔

اس مخطوطے کے دو نسخے گورنمنٹ آندھراپردیش اورنٹل لائبریری میں موجود ہیں۔ اس مخطوطے کا نمبر ۱۳۵ ہے اور اوراق ۴۵۵ ہیں اور ہر ورق پر ۱۹ سطریں ہیں جو خط ثلث میں لکھی گئی ہیں۔

شرح شرح تمہید عین القضات: ایک مخطوطہ'' شرح شرح تمہید عین القضات'' میراں جی خدا نما ہے۔ اس کی تاریخ تصنیف ۱۰۶۶ھ ہے ۔شاہ میراں جی خدانما گولکنڈہ کے صوفی و بزرگ تھے جو سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے عہد میں موجود اور سرکاری ملازم تھے۔حکومت کے کام پر بیجاپور روانہ ہوگئے۔ وہاں حضرت امین الدین کے مرید ہو کر فیض باطنی حاصل کیے۔ کہتے ہیں کہ ایک صحبت میں کئی مدارج طے کر لیے اور حیدر آباد واپس آکر مسند ہدایت پر بیٹھے اور خلق اللہ کی ہدایت شروع کی۔ ۱۰۷۰ھ میں آپ کا انتقال حیدر آباد کا رواں ساہواں میں ہوا۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خاص وعام ہے۔آپ نے کئی دکنی کتابیں قلم بند فرمائیں جس میں ایک شرح ،شرح تمہید ترجمہ عین القضات ہے۔ آپ کا تذکرہ ''اردو شہ پارے''،'' دکن میں اردو'' اور ''تذکرہ اولیاء دکن'' میں ہے۔ مخطوطہ کا نمبر ۱۳۲ ہے۔اس میں ۲۱۵ صفحات ہیں اور ہر ورق پر ۱۲ سطر ہیں یہ خط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے۔ اس کتب خانے میں دو نسخے موجود ہیں اور آندھراپردیش اورینٹل لائبریری بھی ایک نسخہ موجود ہے۔

ارشاد نامہ: ایک قلمی نسخہ ''ارشاد نامہ'' ہے۔ اس کے مصنف برہان الدین جانم ہیں تاریخ تصنیف قبل ۹۹۱ھ۔کی ہے۔آپ کی متعدد تصانیف کا پتہ چلتا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں۔ (۱) سکھ

سہیلا (۲) وصیت الھادی (۳) منفعت الایمان (۴) جنت البقاء (۵) بشارت الذکر (۶) نسیم الکلام اور (۷) رموز الواصلین وغیرہ جو نظم ونثر میں ہیں۔ ان سب میں تصوف کے اسرار اور رمز وغیرہ کا بیان ہے۔ تذکرہ اولیاء دکن ، اردو شہ پارے ، دکن میں اردو میں آپ کا تذکرہ ہے۔ارشاد نامہ کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

ارشاد نامہ شریعت کا
اس میں فیض ہے رحمت کا
جس کو دیوے، پاوے راہ
کہا یھدہ من یشاء

بسم اللہ یعنی شروع کرتا ہوں میں اس کلام کوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نانوں سوٗ'

ارشاد نامہ کی ابتداء میں چند شعر ہیں مگر پوری کتاب نثر میں ہے جس میں تصوف کے اسرار ومسائل کا ذکر ہے۔ اس مخطوطے کا نمبر ۵. اوراق ۹ اور ہر اوراق پر ۱۷ سطریں ہیں جسے خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔

من لگن: ایک قلمی کتاب ''من لگن'' ہے۔ اس کے جس کا مصنف قاضی بحری ہیں۔تاریخ تصنیف ۱۱۱۲ھ ہے۔قاضی محمود بحری گوگی کے متوطن تھے، یہ موضع شہر گلبرگہ کے قریب ہے۔ یہ کتاب مثنوی تصوف کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں حمد ونعت، منقبت ،معراج کا حال ، عالمگیر کی ستائش کے بعد سبب تالیف کا عنوان ہے۔ پھر حکایت روز گار کے نام سے اپنے زمانہ کا حال لکھا ہے۔ اس کے بعد نفس مضمون شروع ہوتا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ تصوف کی پہلی منزل تزکیہ اخلاق ہے۔ اچھے اخلاق اختیار کرنا چاہئے اور برائی سے دور رہنا دل کو پاک کرنا ضروری ہے۔''من لگن'' شائع ہوگئی ہے۔ آندھراپردیش اورینٹل لائبریری میں اس کتاب کے پانچ نسخے ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی لائبریری میں ایک اور ادارہ ادبیات اردو میں ایک نسخہ ہے ۔ سالارجنگ میوزیم میں اس کے چار نسخے ہیں۔ تین کے نمبرات ۱۴۶۔ ۱۶۵۔۱۶۶ ہیں۔ اس مخطوطے کا نمبر ۱۶۳ ہے ۔ جو کے ۸۳ اوراق پر مشتمل ہے ہرورق پر ۱۱ سطریں ہیں جو خط نستعلیق میں ہیں۔

خزانہ معرفت: ایک اور قلمی نسخہ: ''خزانہ معرفت'' ہے مصنف شاہ محمد کے نام سے کئی

بزرگ گذرے ہیں ۔ ایک وہ تھے جو ''نوردریا'' کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ تصوف کی مثنوی ہے اس میں حمدونعت کے بعد اپنے مرشد اور باپ میراں صاحب کی منقبت ہے۔کئی عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے۔بعض عنوان یہ ہیں (۱) مریدوں کوتعلیم دینا (۲) حدیث کی سماعت واحادیث نبوی وغیرہ۔ اس مخطوطے کا نمبر ۴۰ہے، اوراق ۱۲۴ ہیں جبکہ ہر ورق پر۱۳ سطریں ہیں۔نسخہ خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے، جس کی تاریخ تصنیف ۱۱۱۵ھ ہے۔

مثنوی ظہورکلی: یہ ایک قلمی کتاب ہے جس کے مصنف تراب علی شاہ تراب ہیں۔ تاریخ تصنیف ۱۱۷۱ھ تحریر ہے۔ وہ صوفی اور شاعر بھی تھے۔آپ آصفی دور میں دکن میں رہا کرتے تھے ۔ یہ تصوف کی کتاب ہے اس میں ۳۲ باب ہیں۔ جن میں تصوف اور اخلاق کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔نفس حیوانی نفس انسانی ،حواس ظاہری ،غضب شہوت ،عقل نظری وعملی ،عناصر خمسہ شیخ کامل وناقص وغیرہ امورکو ابواب میں بیان کیا گیا۔

اس مخطوطے کا نمبر ۱۵۶ ہے جواور یہ ۸۱ اوراق پر مشتمل ہے ہر ورق پر ۱۵ سطریں جسے خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

☆